## دعوت الی اللہ اجتماعی زندگی کا ایک نہایت اہم ستون ہے

جس کے لئے بہت سے مقامات پر سخت تاکید کی گئی ہے،اس کی ضرورت واہمیت ہی کے پیش نظر مذہب اسلام میں دعوت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے،سماج اور معاشرہ میں ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے جواس ذمہ داری کو ادا کرتی رہے:اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ولتكن منكم امة يدعو ن الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر والئك هم المفلحون (آل عمران:۱۰۴)اورتم میں سے کچھ لوگ ایسے ہونا چاہیے جونیکی کی طرف بلاتے رہیں،اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکتے رہیں،اورایسے ہی لوگ فلاح یاب ہیں،یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ دعوت دین ایک امانت ہے جواجتماعی حیثیت سے امت کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے،جب تک ایک جماعت اس کے تقاضے کو پورا نہ کرے یہ امت اس فرض منصبی سے عہدہ برآنہیں ہوسکتی ہے،اس آیت میں خطاب پوری امت مسلمہ سے ہے،صرف فرض کفایہ کہہ کر اپنا دامن نہیں بچایا جا سکتا ہے،آپ کے گھر کا پڑوسی،دوکان کا پڑوسی،آپ کے ساتھ بزنس اور تجارت کرنے والا انسان اگر کافرومشرک ہے،آپ پرلازم ہے کہ حکمت کے ساتھ اسے قریب کریں اوراسلام کی دعوت پہونچائیں،یہ آپ پرذمہ داری عائد ہوتی ہے،تاکہ وہ شخص جہنم سے بچ جائے اوراللہ تعالی کی بخشش اوررحم کا مستحق بن سکے،اگرنہیں توکم سے کم اس حدتک حجت قائم کریں کہ آپ اللہ کی پکڑ سے بچ سکیں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:علماء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ دعوت الی اللہ اس ملک اور علاقے میں جہاں دعاۃ کی ایک جماعت دعوت اوراس کے نشاطات میں لگے ہوں،امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا حق ادا ہورہا ہوتو ایسی جگہ میں دعوت فرض کفایہ ہے،اور باقی لوگوں کے اوپر سے بھی یہ واجب ساقط ہوجاتی ہے،اورجس جگہ میں دعوت کا کام کرنے کے لئے معین افراد نہ ہوں جودعوت کے تقاضے کو پورا کرسکیں تواس تقصیر اورکوتاہی کی وجہ سے سارے لوگ گناہ کے مرتکب ہیں،پورے سماج اورایک ایک فرد پر یہ واجب ہوجاتا ہے کہ اپنی قدرت وطاقت اور امکانیات کی حدتک اس فرض منصبی کو ادا کریں اورخاص طور پرعلماء اوروارثین انبیاء پرلازم ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کا حق ادا کریں ،اللہ کے پیغام کواس کے بندوں تک پہونچائیں،بلاخوف لومۃ لائم اس مشن پرڈٹ جائیں



اورکسی امیر غریب چھوٹے بڑے کی پرواہ نہ کریں،امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کبھی فرض عین ہوتی ہے اورکبھی فرض کفایہ،اگرآپ کسی ایسی جگہ میں ہیں جہاں کوئی دوسرا نہیں ہے جو اس حق کوادا کرے اوراللہ کا حکم بتائے،توآپ پرواجب ہے کہ دعوت وتبلیغ کا حق ادا کریں ،اوراپنی استطاعت بھراس منکر سے روکیں،(ملخص از:الدعوۃ الی اللہ واخلاق الدعاۃ :۱۵)جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:تم میں سے جوشخص کوئی منکر دیکھے تواپنے ہاتھ سے بدلنے کی کوشش کرے ،اگراس کی طاقت نہیں ہے توزبان سے روکے،اوراگراس کی بھی طاقت نہیں ہے تودل سے اس چیز کوبرا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزورترین درجہ ہے،،(صحیح مسلم:۱۸۶)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ایک اورمقام پرلکھتے ہیں:دعوت الی اللہ بڑے ہی اہم امور اورعظیم ترین فرائض میں سے ہے،اورلوگ اس کے سخت حاجت مند ہیں چاہے وہ مسلم معاشرہ ہویا غیرمسلم معاشرہ،ایک کافرکو اللہ کی طرف دعوت دی جائے گی اوراس کے سامنے بیان کیا جائے گا کہ اللہ ہی تمہارا خالق ہے،جس نے تمہیں خالص اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے،اسلام کوقبول کرنا اورجوکچھ نبی کریم ﷺ لے کرآئے اسے ماننا تم پرواجب ہے،، (مجموع فتاوی ۴/۲۳۵) اوراللہ تعالی کی منشاء یہی ہے کہ لوگ صراط مستقیم پرچلنے والے ہوجائیں:والله يدعوا الى دار السلام ويهدى من يشاء الى صراط مستقيم (یونس:۲۵)اللہ تعالی سلامتی والے گھرکی طرف بلاتا ہے اورجسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے،قال ابن قيم : فعم بالدعوة جميع خلقه ، وخص بالهداية من يشاء فذلك عدله ،(اعلام الموقعين : ۱۵۳/۱)ابن قیم لکھتے ہیں:اللہ نے دعوت کوساری مخلوق کے لئے عام رکھا اور ہدایت کوخاص کیا،جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے،پس یہی اس کا عدل ہے،،

☆دعوت کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں سیدنا نوح،سیدنا ابراہیم،لوط،ہود،صالح،شعیب،موسی،عیسی،یوسف علیہم الصلاۃ والتسلیم جیسے برگزیدہ انبیاء کرام کی عبادات کا،ان کی صوم وصلاۃ،صدقات وخیرات اوردیگر عبادات کی تفصیلات کو بیان نہیں کیا گیا،اجمالی حیثیت سے صرف بعض پہلوؤں کو



نمونے کے طور پرذکر کیا گیا ہے،مگر دوسری طرف ان بزرگ ترین ہستیوں کی دعوتی زندگی اور اس کے مختلف گوشوں کوتفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے،انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد کیا تھا ،ان کی قوموں کا برتاؤ اور رویہ ان کی دعوت کے ساتھ کیسا رہا،ان کی ہٹ دھرمی،بغاوت وسرکشی،اوراس کے انجام کوتفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا،راہ دعوت میں انبیاء ورسل کی صبرو ثبات قدمی کو،اپنی امتوں کے لئے ان کی شفقت ونرمی کے جذبات کو،اپنی قوم کی ہدایت کے لئے ان کی تڑپ اورقلبی احساس کو،اس راہ میں پہونچنے والی ناقابل برداشت مصائب اورتکلیفوں کو،مختلف انداز واسلوب میں بیان کیا گیا ہے،جس کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اورآپ کی امت کوتسلی دی جائے،کاردعوت میں استحکام کے لئے یہ امت انبیاء کرام کی زندگی اوران کی قربانیوں کواسوہ اورنمونہ بنائے،ان کے نقش قدم پرچل کردعوت کے نظام کو مستحکم بنائے،

اللہ تعالی نبی کریم ﷺ کومخاطب کرکے فرماتا ہے:،، قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّـهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (یوسف:۱۰۸)آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے،میں اورمیرے متبعین اللہ کی طرف بلارہے ہیں پورے یقین اوراعتماد کے ساتھ،اورپاک ہے اورمیں مشرکوں میں نہیں،،

ابن كثير قال:يقول تعالى لرسوله ﷺ الى الثقلين الجن و الانس آمرا له ان يخبر الناس أن هذه سبيله :أي: طريقته ومسلكه وسنته ،وهي الدعوة الى شهادة أن لا اله الا الله وحده لا شريك له يدعو بهاعلى بصيرة من ذلك ويقين وبرهان هو و كلُّ من اتبعه يدعو الى ما دعا اليه رسول الله ﷺ على بصيرة ويقين وبرهان عقلي وشرعي (تفسير ابن كثير: ۲/۵۲۳)ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اس نے اپنے نبی ﷺ کوتمام انسانوں اورجنوں کی طرف اس بات کی خبر دینے کے لئے بھیجا ہے،(کہ انہیں بتا دیں)میری سنت اورمیرا طریقہ یہ ہے کہ لوگوں کواس بات کی دعوت دی جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ تنہا اوراکیلا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں،اللہ کی طرف لوگوں کو بصیرت اوریقین وبرہان کے ساتھ بلایا جائے،اورآپ ﷺ کے تمام متبعین بھی اسی بات کی

طرف لوگوں کو بلائیں جس کی طرف نبی کریم ﷺ نے عقلی وشرعی دلیل اور یقین وبصیرت کے ساتھ دعوت دی ہے ،

امام سعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اے نبی آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ تک پہونچنے اور بزرگی وکرامت کے گھر کا یہی راستہ ہے جس کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں ، جوحق کے ساتھ علم اور اس پر عمل کرنے اور ایثار وقربانی دینے کوشامل ہے، اور یہ بھی کہ دین کو اللہ وحدہ لاشریک کے لئے خالص کیا جائے ،،(تفسیر سعدی: سورہ یوسف:۱۰۸)

قرآن کریم کا ایک اسلوب بیان یہ بھی ہے کہ جب کسی چیز کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس میں نبی کریم ﷺ کو خطاب کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے عمل کو اس حکم میں داخل کر کے بیان کیا جاتا ہے، تاکہ قیامت تک آنے والے اہل ایمان دعوت کے کام میں آپ کی سیرت وسنت اور طریقے کی پیروی کریں، جس طرح سلف صالحین نے دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کا نظام قائم رکھا ہے، اسی طریقے پر امت کی اصلاح وتربیت کا بندوبست کیا جائے، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **لن یصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها (الشفاء للقاضی : ۲/۴۷ ۱۵۱ ،شامله)**,,اس امت کے آخری دستے کی اصلاح اسی طریقے پر ہوسکتی ہے جس پر چل کر اول دستے کی اصلاح ہوئی ہے،،

دعوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **من دعا الی هدًی کان له مِن الاجْرِ مثلُ اُجُورِ مَن تبعَه لا ینقُص ذلک مِن اُجُورِهِم شیئا ، ومَن دعا الی ضلالة کان علیهِ مِنَ الاثم مثلُ آثامِ مَن تبِعه لا ینقُصُ ذلک مِن آثامِهِم شَیْئا ( مسلم: ۲۶۷۴ )** ,,جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا، ان کے اجروں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی، اور جو کسی کو کسی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا اتنا وبال بھی ہوگا جو اسکی پیروی کرنے والوں کو گناہ کرنے کا ہوگا، ان کا گناہوں میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی،، مذکورہ حدیث میں لوگوں کو خیر وبھلائی کی طرف دعوت دینے پر ابھارا گیا ہے، اور داعی الی الھدی کی فضیلت اور ضلالت وگمراہی کی طرف بلانے والے کی مذمت بیان کی گئی ہے،



ہدایت کیا ہے؟اس بارے میں علماء نے لکھا ہے: نفع بخش علم کا حصول اور صالح عمل کی طرف لوگوں کو بلانا حقیقتاً راہ ہدایت کی طرف دعوت دینا ہے، اور کوئی بھی عمل صالح اسی وقت قرار پائے گا جب وہ کتاب وسنت کی روشنی میں انجام دیا جائے، چاہے اس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے، جس نے اپنے علم سے کسی کو فائدہ پہونچایا، دوسروں نے اس کی اقتداء کر کے فائدہ حاصل کیا، تو وہ ہدایت اور خیر کا داعی ہے، دراصل دعوت دین کا اجر وثواب اتنا عظیم ہے کہ اسے کسی ہندسہ میں لکھا نہیں جاسکتا، اس نیکی اور اجر کو گنا اور شمار نہیں کیا جاسکتا، اس سے بڑا صدقہ جاریہ انسان کے لئے کچھ بھی نہیں کہ اس کی کوششوں کے نتیجے میں ایک شخص شرک وبت پرستی کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوجائے، شرکیہ اعمال اور بدعات وخرافات کو چھوڑ کر سنت رسول کا شیدائی بن جائے، نمازوں کا تارک پنجوقتہ نمازوں پر محافظت کرنے لگ جائے، اللہ کے دین سے دور رہنے والا اللہ اور اس کے رسول کا مطیع وفرمانبردار بن جائے، یہ وہ نفع بخش تجارت ہے جس میں کبھی خسارہ لاحق نہیں ہوتا، اگر اس بات پر ہمارا کامل یقین ہوجائے تو ہم نازک سے نازک ترین حالات میں دعوت کے کام سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔

نبی کریم ﷺ نے دعوت کی فضیلت اور اس کا ثمرہ ونتیجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: **من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله ، ( مسلم : ۵۰۰۷)** جس نے کسی نیکی وبھلائی کی طرف رہنمائی کی تو اسے بھی اس نیکی پر عمل کرنے والے کے مثل ثواب ہے ،،اور خیبر کے موقع پر آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ کے ہاتھ میں جھنڈا دیتے ہوئے فرمایا: **فواللہ لان یھدی الله بک رجلا واحدا خیر لک من حمر النعم ( متفق علیه )** ,, اللہ کی قسم! اگر اللہ نے تمہارے ذریعہ سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے،،

اللہ رب العالمین فتنے کے اس دور میں بہتر انداز میں کتاب وسنت کی دعوت کو پیش کرنے کی ہمت دے اور خلوص دل کے ساتھ دعوت دین کی ذمہ داری ہر شخص کو ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

# دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں

ناشر:

**البر فاؤنڈیشن**

۱، ونجارا مینسن، گن پاؤڈر روڈ، مجگاؤں، ڈاکیارڈ روڈ، ممبئی۔۱۰

موبائل: Cell : 09769403571 / 09987021229

ای میل: albirr.foundation@gmail.com

ویب سائٹ: www.albirr.in